انگلستان میں اسلام

اشاعۃ السنہ نمبر ۱۱ جلد ۱۱ میں بمضمون اصول اسلام پر اقوام غیر کی شہادت اسکے شروع میں ہم ثابت کر چکے ہیں۔ کہ اسلام جو اسوقت روز افزوں ترقی کر رہا ہے۔ وہ "سیلف ہلپ" (یعنے اپنی مدد آپ) کا نتیجہ ہے۔ خارجی مدد کا اسمیں کوئی حصہ نہیں ہے۔

اسکے اصول کی شائستگی و خوبی اقوام غیر کو اپنی طرف کھینچ رہی ہے۔ اور اسکے احکام و مسائل کی خوش اسلوبی انکے دلوں میں مقناطیسی تاثیر کر رہی ہے۔ اسکی ترقی اہل اسلام کی شورش و حشمت کا اثر نہیں ہے اور نہ انکی سلطنت و شوکت کا وہ ثمرہ ہے۔ جیسا کہ مذاہب غیر کے۔ فی الجملہ۔ اور بمقابلہ اسلام بحال ندرہ (جو بحکم النادر کالمعدوم کان لم یکن ہے) ترقی اسی دولت* و سلطنت کا نتیجہ ہے۔ کہ جا بجا انکے مشن قائم ہیں شہر بشہر اور دِہ بدِہ انکی منادیاں ہو رہی ہیں۔ دست بدست انکی مفت کتابیں بٹ رہی ہیں۔ وعلی ہذا القیاس اکثر اہل اسلام جو صاحب شوکت و دولت ہیں۔ وہ اشاعت اصول اسلام کی طرف متوجہ نہیں ہیں۔ اور جو لوگ ادہر توجہ رکھتے ہیں انکے ہاتھ میں دولت نہیں اور ان دونو فریق کا حال اس بیت کا مصداق و مقال ہے ؎ کریماں را بدست اندر درم نیست + خداوندان نعمت را کرم نیست۔ و مع ہذا جو ترقی اسلام میں ہو رہی ہے۔ اسکا سبب بجز اسکے اور کچھ نہیں کہ اسلام اپنی مدد آپ کر رہا ہے۔ اور اسکے اصول و مسائل کا نور اکناف و اطراف عالم میں خود بخود چمک رہا ہے۔ یکاد زیتھا یضیٓء ولو لم تمسسہ نار

* انڈین ٹریبیون وغیرہ اخبارات میں چھپا ہے کہ انگلینڈ چرچ کی آمدنی سو دو لاکھ پونڈ ہے جس سے مشن کا کام چلتا ہے۔ پونڈ دس روپیہ اوپر ہوتا ہے۔

یعنی اسکا تیل قریب ہے کہ خود ہی جل اٹھے اور چمکے۔ گو اسکو آگ نہ چھوئے۔
اسکی **تازہ تصدیق** یہ ہے کہ اسوقت خاص کر انگلستان میں (جو عیسائیت کا مرکز ہے) اسلام کا ستارہ بلند ہوا ہے۔ اور اسکے ایک مشہور شہر **لورپول** میں اسکا نور چمکا ہے۔ وہاں کے خاص باشندوں نے بغیر کسی خارجی تحریک و ترغیب کے اسلام کو قبول کیا۔ اور اب انمیں یوماً فیوماً اس نور کا چمکار ترقی پر ہے۔

ان لوگوں کے حالات اکثر دیسی اردو اخبارات میں شائع و مشتہر ہو چکے ہیں۔ ہم اس مقام میں بعض ولایت کے انگریزی اخباروں کا ترجمہ نقل کرتے ہیں۔ جسکی نقل و بیان سے ہمارا ایک یہ **مقصود** ہے۔ کہ اہل اسلام سے جو صاحب دولت و شوکت ہیں۔ وہ اب بھی اسلام کی سلف ہائے کچھ حصہ لیں۔ اس تیز رفتار پیادہ کو سواری سے مدد دیں۔ یا اس چلتے انجن میں اپنے فیاض چشموں سے پانی بھر کر اسکے سٹیم (بھاپ) کو زیادہ کریں۔

دوسرا مقصود یہ کہ اقوام غیر سے وہ لوگ جو ابتک اس شاہد رعنا کے جمال باکمال سے محجوب ہیں۔ وہ بھی اسکے مشاہدہ کے لئے قدم بڑھا دیں۔ اور حجاب غفلت یا نفرت اٹھا کر اسکے جلوہ دیدار سے وہ تجلّی حاصل کریں۔ جو نو مسلم لورپول حاصل کر چکے ہیں۔

انگریزی اخبار **مینچسٹر ایگزامنر** میں بیان ہوا ہے کہ کچھ دنوں سے یہ افواہ مشہور تھی کہ انگلستان میں وعظ کے ذریعہ دین محمدی کی اشاعت کیجارہی ہے۔ اور نتیجہ اوسکا یہ ہے کہ اس ایشیائی مذہب کو لوگ قبول کرتے جاتے ہیں۔ پہلے ان افواہوں کو لوگ نہیں مانتے تھے۔ اور بازاری گپ سمجھکر اسپر مضحکے کرتے تھے۔ لیکن ہر چند معمولی خیال والے انگریزوں

گو یہ بیان نہایت تعجب انگیز ہوگا۔ با این ہمہ حقیقت حال یہ ہے۔ کہ لیورپول میں اسلام تیز رفتاری کے ساتھ ترقی کر رہا ہے اور اس جماعت کا سرگروہ اس بات کا اظہار کرتا ہے۔ کہ اس دین کو عیسائی برابر قبول کرتے ہی جاتے ہیں۔ اس خیال سے کہ ہم اس نئے مذہبی جوش کے متعلق اصل کیفیتوں کو دریافت کریں۔ ہم نے اپنا ایک خاص نامہ نگار دریافت حال کے لئے لیورپول بھیجا۔ اور اوس سے کہدیا کہ حتے الامکان اُس کارروائی کے بعض سربرآوردہ اراکین سے بالمشافہ باتیں کرے

ہمارے وکیل نے پہلے اپنا قدم اوس مکان میں رکھا جس سے مسجد کا کام لیا جاتا ہے۔ اُس مکان کو اوس نے ایک پرانے فیشن (طرز) کا بڑا مکان پایا اور وہ بروگہم ٹریس میں ویسٹ ڈربی روڈ (جو لیورپول میں بہت بڑی تجارتی آمد و رفت کی جگہ ہے) کے جانب مقابل واقع ہے مکان کے باہر جانب ایک بڑا نوٹس کا تختہ لٹکا ہے۔ جسکے سرے پر یہ مشہور الفاظ کہ "خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمد صلعم اُسکے رسول ہیں" (یعنے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ) لکھے ہوئے ہیں۔ اور اوس کے نیچے اوقات نماز کی تفصیل ہے۔ اندر کا مکان بطور ایک اسلامی انسٹیٹیوٹ (انجمن یا کمیٹی) کے ہے اور اُس کے مختلف کمروں کا اسطور پر انتظام ہے کہ ایک کمرے میں کتب خانہ ہے۔ ایک میں پڑھنے کا کمرہ۔ ایک میں عجائبات کا کمرہ۔ ایک میں وعظ کا کمرہ۔ اور ایک حصہ اوس مکان کا اوسکے مجاورین اور محافظین کے لئے علیحدہ کر دیا گیا ہے۔ پشت کیجانب ایک بہت بڑا مکان ہے جسمیں ڈیڑھ سو سے دو سو تک نمازیوں کی گنجایش ہو سکتی ہے۔ یہ ایک لانبا سا کمرہ ہے۔ اوسکی زینت کی چیزوں میں سے صرف چند جوڑے عمدہ ریشمی پردے ہیں۔ اور ایک عجیب طرح کا دیوار سے باہر نکلا ہوا تختہ ہے جو زاویہ حادہ پر ختم ہوتا ہے۔ اور اوسپر ایک عربی عبارت لکھی ہوئی ہے۔ اور اُس عبارت کے نیچے اوسکا ترجمہ بھی انگریزی میں

دیا ہوا ہے۔ صحن پر بہت سی چھوٹی چھوٹی ہندوستانی دریاں یعنی جانمازیں ہیں اور اوس کمرے کی بغل میں ایک چھوٹا سا کمرہ ہے۔ جسمیں کھونٹیوں پر ترکی ٹوپیاں لٹکی ہیں۔ اوس بڑے کمرے کے ایک کنارے پر ایک چھوٹا سا چبوترہ ہے۔ اور اوسپر ایک میز ہے۔ اور اوسپر ایک گدا بچھا ہوا اور اوسکے اوپر ایک قرآن رکھا ہوا ہے۔ محافظ مسجد وہاں کے حالات سے مطلع کرنے میں بہت رُکتا ہے۔ اور اجنبی شخصوں کو نماز پڑھنے کے سوا مسجد میں نہیں آنے دیتا ہے۔ اسلئے ہمارے رپورٹر نے صدر انجمن کا پتہ پوچھ لیا اور اوسکی تلاش میں روانہ ہوا۔

اوس جماعت کا صدر انجمن بلکہ یون کہیئے کہ اوس کارروائی کا بانی مبانی مسٹر ڈبلیو۔ ایچ۔ کوئلیم ہے جو اوس شہر کا سولیسٹر (مقنن) ہے۔ مسٹر کوئلیم اوسوقت آفس (دفتر) میں تھے۔ اونہوں نے فوراً اپنے حتی المقدور ہر قسم کی اطلاع ہمارے رپورٹر کو دینے کے لئے خوشی ظاہر کی۔ مگر پہلے اپنے بعض پیشہ کے کاموں کو انجام دے لینے کی اجازت چاہی۔ اسلئے ہم (رپورٹر) نے اونکی درخواست قبول کی۔ اس عرصہ تک ہم اونکے چہرے اور قیافے کو غور سے دیکھتے رہے۔ مسٹر کوئلیم قد میں بہت بلند نہیں ہیں۔ ساڑھے پانچ فٹ سے شاید ہی اونچے ہوں اور اونکی بھوری لمبی داڑھی ہے۔ وہ اپنے سر کے بال کو پیچھے کی طرف جھاڑتے ہیں۔ اور اس طور پر چوڑی پیشانی نکل آتی ہے۔ وہ باتیں روانی کے ساتھ کرتے ہیں۔ اور صاف معلوم ہوتا ہے کہ اوس کارروائی کی وقعت اور اوسکی آئندہ کامیابی اون کے دلپر اچھی طرح ثابت ہے۔

اس سوال کے جواب میں کہ آپ نے دین اسلام کب سے قبول کیا ہے اونہوں نے اسطرح پر بیان کرنا شروع کیا:۔ یہ قصہ نہایت طول طویل ہے۔ مگر اس خیال سے کہ شاید آپکے ناظرین اخبار کو اس سے دلچسپی ہو۔ میں مختصر

کہونگا کہ میںنے وسلیین فرقہ کے عیسائیوں میں تعلیم پائی۔ ہاں کسی زمانہ میں میں اون لوگوں کے اتوار کے اسکول میں معلم بھی تھا۔ اور میں ترک مسکرات اور بینڈ آف ہوپ اور خاصکر گڈ ٹیمپلرس کے کاموں میں نہایت دلچسپی رکھتا تھا۔ دسمبر ۱۸۸۴ء میں میں سخت علیل ہوا۔ اور اختتام جنوری ۱۸۸۵ء تک میری یہی حالت رہی تب میرے ڈاکٹر نے میری صحت کی غرض سے مجھے شمالی اسپین میں جانے کا حکم کیا۔ میں جبرالٹر (جبل الطارق) اور وہاں سے آبنائے پار ہوکر ملک مغرب کے شہر طنجہ (ٹینجیر) میں پہونچا۔ اور کچھ دنوں تک اوس ملک میں مقیم رہا وہیں پہلے پہل میںنے اسلام کی جھلک دیکھی۔ پیروان اسلام کا ظاہری خلوص میرے دلکو لگا اور میں اوسکے شرائع کی تحقیقات کرنے لگا میری جتنی تحقیقات بڑہتی گئی اوسیقدر اوس طرف میرا میلان زیادہ ہوتا گیا اور جب میں انگلستان پہونچا تو پہلی کتاب جو میں نے وہاں خریدی قرآن کا ایک انگریزی ترجمہ تھی۔ میں نے اس کتاب کو اور نیز اسلام کی بعض دوسری کتابوں کو جو میں کسی نہ کسی طرح پر مہیا کرسکا بغور پڑہا اور اس مذہب کی حقانیت میرے دلپر ثابت ہوئی۔ اس خیال سے کہ فیصلہ میں عجلت کرنی نچاہیے۔ میںنے دوسرے مذہبی اعتقادات کے دریافت حال کا بھی ارادہ کیا۔ اس لئے میںنے میکسمولر کی بہتیری کتابیں پڑہیں اور میں نے برہمنوں اور بدھ مذہب والوں پارسیوں، تاؤسٹوں اور پیروان کنفیوشیس (چینی مذہب کا بانی) کی مذہبی کتابوں کے ترجمے دیکھے۔ اور قدیم مصریوں کی کتاب المرضی اور ٹیریس آف ایسس اور جدید بک آف مارمن کو بھی مطالعہ کیا۔ جسقدر زیادہ کتابیں میں نے پڑہیں اوسی قدر مجکو یقین ہوتا گیا کہ مذہب حق اسلام ہے اور اس لئے میرے دل نے اس مذہب کے قبول کرلینے پر مجھکو راغب کیا۔ اب سوال

یہ پیدا ہوا کہ میری وجہ معاش پر اسکا کیا اثر پیدا ہوگا ؟ میری شادی ہو گئی تھی - اور ایک کمسن بچہ نان و نفقہ کا مجھپر بار تھا - اور ان سب کی کفالت کا ذریعہ صرف میرا پیشہ تھا - کچھ دنوں تک تو میں تذبذب میں رہا - ایمان اور خیال انجام فرض مجھے کچھ کہتا تھا - اور تعلقات اقربا اور منفعت ذاتی مجھے کچھ اور بات کی طرف مائل کرتے تھے - میں نے اپنے ایک دلی دوست سے اس بات کا ذکر کیا اور اوس نے یوں جواب میں کہا - اگر تم تثلیث کو نہیں مان سکتے ہو تو یونیٹیرین (موحد عیسائی) کیوں نہیں ہو جاتے - یہ ایک معزز مذہب ہے - میں نے کہا کہ میں ڈگمگ کی حالت میں رہنا پسند نہیں کرتا - جب مجھے چھوڑنا ہی ہے تو بہتر ہے کہ میں اسے پوری طرح سے خیرباد کہوں " آخرش میں آخری کارروائی کرنے پر مستعد ہو گیا - اور میں نے اپنے خاندان اور اہل و عیال سے کہدیا کہ اب میں عیسائی نہیں - اور مسلمان ہونے پر بالکل آمادہ ہوں - وہ سب مجھپر ہنسنے لگے اور لوگوں کو اشارہ کیا کہ جلد اسکو ریس ہل یا کسی دوسری جگہ کے پاگلخانہ میں بھیجو اسکے بعد میں مسلمانوں کے طریقہ پر رہنے لگا اور اس مضمون کو لوگوں کے سامنے پیش کرنے کے لئے ان سے بحث کرنے لگا اس تدبیر سے مجھے بہت کامیابی حاصل نہیں ہوئی بہت سے لوگوں نے مجھے صاف کہدیا کہ ہمیں مذہب حق کی تحقیق کی مطلق پروا نہیں ہے سب ہی مذاہب اچھے ہیں -

برسوں تک استعمال مسکرات کے ترک کلی پر لکچر دے چکا تھا - اور لیو[ر]پول کی ہر انجمن ترک مسکرات وقتاً فوقتاً میری خدمات سے مستفید ہو چکی تھی میں نے خیال کیا کہ مجھے " بیک کرشمہ دو کار " حاصل کرنے کا اچھا موقع ہے - یعنی یہ کہ ایک ہی وقت میں ترک استعمال مسکرات اور اسلام پر ایک ساتھ وعظ کہوں آخرش اسکے بعد لکچر جو میں نے دیا اوسمیں رسول مقبول محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ا ؎ اس لکچر کا خلاصہ ہمنے بصفحہ (۳۴۰) نقل کر دیا ہے -

کا حال بیان کیا اور اون کی کارروائیوں کی تعریف کی اور پھر اس بات کو لوگوں کے ذہن نشین کیا کہ اسلام میں شراب خواری اور قمار بازی ممتنع ہے جلسہ برخاست ہونے کے وقت حضار جلسہ میں سے ایک معزز شخص میرے پاس آئے اور اسلام کی نسبت مجھ سے بعض سوالات کئے میں اونکو اپنے ساتھ گھر لے گیا اور اوس شب کو اور اوسکے بعد بہت سی راتوں کو ہم دونوں آدمیوں میں اس بارہ میں اچھی طرح سے بحث ہوتی رہی۔ میں نے انہیں اپنا قرآن دیا اور تین ہفتوں کے بعد اونہوں نے مجھسے آکر یوں کہا میں گواہی دیتا ہوں۔ کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اوس کے رسول ہیں یہ پہلے شخص تھے جنکو میں نے مشرف باسلام کیا۔ چند ہفتوں کے بعد برکن ہیڈ میں میں نے پھر اسپیچ کہی۔ اسپیچ کا مضمون شرب کا بڑا استعمال مسکرات کا دشمن تہا۔ حضار جلسہ میں سے ایک شخص جو اس مرتبہ ایک لیڈی تہی میرے پاس آئی اور مجھسے قرآن مانگا میں نے دیا۔ اور وہ لیڈی اب ہماری انجمن کی خازنہ ہے۔

جب میں نے چار شخصوں کو مشرف باسلام کیا تو ہم لوگوں نے مونٹ ورنن اسٹریٹ میں ایک چھوٹا سا کمرہ لیا جسکو ہفتہ میں دو دن یعنی جمعہ اور یکشنبہ کو ہم کام میں لاتے تھے اور باقی دنوں میں کرتی تہیں۔ اسکے بعد ہم لوگ جمعہ کے دن آپسمیں وعظ کہنے کے لئے جلسے منعقد کرنے لگے اور اتوار کے دن پبلک (عام) کو جلسہ وعظ میں مدعو کرتے لگے۔ اکثر تو ایسا ہوا کہ خود ہم لوگوں کے سوا دوسرا کوئی شخص شریک جلسہ نہ تہا اور اس سے زیادہ یہ بات ہوئی کہ ہمسایہ کے بدمعاشوں نے ہماری کہڑکیاں توڑ دیں اور جب ہم لوگ اپنے کمرے میں جانے یا اوس سے باہر آنے لگے تو ہمارے لوگوں پر کیچڑ اور نجس چیزیں پھینکیں۔ ہم لوگ اپنے کام میں مستقل رہے اور بتدریج لوگوں کو دائرہ اسلام میں داخل کرتے رہتے تہے یہاں تک کہ سال گذشتہ

کے آخیر میں جب ہم لوگوں کی تعداد بہت بڑھ گئی تو ہم اس مکان میں جہاں آب ہیں چلے آئے اور یہ مکان وسیع اور آرام دہ و عمدہ ہے۔ ہماری انجمن کے اسوقت ۴۴ ممبر ہیں اور سب سن شعور کو پہونچے ہوئے ہیں۔ پانچ تو انمیں سے ہندوستان کے معزز اشخاص ہیں اور باقی وہ ہیں جنہوں نے عیسائیت کو چھوڑ کر اسلام قبول کیا ہے ہمارے ممبروں میں بارہ لیڈیاں ہیں جمعہ کے دن وعظ وغیرہ عربی اور انگریزی دونوں میں ہوتا ہے۔ اور اتوار کے دن صبح اور شام دو دفعہ وقت عام لوگ جلسۂ وعظ میں بلائے جاتے ہیں یہ وعظ البتہ صرف انگریزی زبان میں ہوتا ہے ہم لوگ باری باری سے اذان دیا کرتے ہیں۔ اذان عربی اور انگریزی دونوں میں دیجاتی ہے اور تمام قرب وجوار میں اوسکی وجہ سے ایک ہل چل سی مچ جاتی ہے۔ لوگ اس نئی قسم کی آواز کو سننے کے لئے دوڑتے ہیں اور اکثر کوئی دو سو آدمیوں کے قریب مسجد کے گرد جمع ہو جاتے ہیں۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ مجمع والے کسی قسم کی شرارت نہیں کرتے ہیں ہمیشہ ایسا نہیں ہوتا ہے۔ مثلاً پچھلے ہفتے کے اتوار کو مجمع کے بعض اشرار نے موذن کو پتھر اور کیچڑ پھینک مارا اور ہمارے ایک ممبر کی آنکھ میں ایک ڈھیلا لگا جس سے اوسکی آنکھ کو کسیقدر صدمہ پہونچا اوسے ڈاکٹر کو آنکھ دیکھانے کی ضرورت ہوئی۔

نامہ نگار:۔ کیا تم لوگوں میں کوئی مخصوص پادری (یا پیش امام) ہے مسٹر کوئلیم:۔ اسلام میں کوئی خاص پادری (یا امام) نہیں ہر شخص خود اپنا پیش امام ہے اور بلا واسطہ خدا کے حضور میں جاتا ہے گو ہم لوگ آپس میں سے ایک شخص کو امام بنا لیتے ہیں لیکن یہ عزت باری باری سے ہر شخص کو دیجاتی ہے ہر شخص خوشی سے کام کرتا ہے۔ کوئی شخص خدمت کی مزدوری نہیں پاتا۔

نامہ نگار:۔ کیا تم جاسے عبادت کی فیس لیتے ہو۔ یا یہ بتاؤ کہ تم اپنے مسجد وغیرہ کے قیام کے لئے روپیہ کیونکر جمع کرتے ہو؟

مسٹر کوئلیم:۔ ہم لوگ کوئی فیس نہیں لیتے اور نہ کسی شخص کی عبادت کے لئے

کوئی مخصوص جگہ ہے۔ مسجد کا ہر حصّہ ہر سچے مسلمان کی جائداد ہے اور اسوجہ سے کسی فیس کی حاجت نہیں ہے جبری طور پر کسی سے کچھ مانگا نہیں جاتا ہے۔ ہر ممبر اپنے حوصلہ کے مطابق خزانچی کو کچھ دیدیتا ہے اور اسطور پر ہمارے سرمایہ میں کبھی کمی نہوئی ہے۔

نامہ نگار :۔ کیا تم لوگوں کو دائرہ اسلام میں ابھی تک لاتے جاتے ہو؟

مسٹر کوئلیم :۔ ہاں بیشک اور بہت سے اشخاص ایسے ہیں جنہوں نے گو ابتک اسلام قبول نہیں کیا ہے۔ پھر بھی وہ بہت کچھ ہم لوگونسے ہمدردی رکھتے ہیں اور ہمیں امید ہے کہ بہت جلد ہماری جماعت کے رکن ہو جائینگے۔ پچھلے اتوار کو نو شخصوں نے آکر ہمسے اسلام کی نسبت مزید تحقیقات کی اور اسمیں غور کرنے کا ارادہ ظاہر کیا۔

نامہ نگار :۔ کس کس طریقے اور مشرب کے لوگ تمہارا دین قبول کرتے ہیں؟

مسٹر کوئلیم :۔ اسکا جواب دینا مشکل ہے۔ اس لئے کہ وہ لوگ مختلف طریقوں اور مذہبوں کے ہیں۔ ہمنے ایک رومن کیتھولک کو مسلمان کیا ہے بہت سے ایسکوپلین کو۔ بعض وسلٹیں کو۔ ایک پریمیٹیو ڈسٹ کو۔ ایک یونیٹیرین (موحد عیسائی) کو تھوڑے اسپریچوالسٹ (روحانی عیسائی) کو۔ اور ایک ملحد کو۔ ہم اون سے یہ نہیں پوچھتے کہ تم کس مذہب یا مشرب کے آدمی ہو اس بات کا وعظ کہتے ہیں کہ خدا سب کا مربی ہے اور آدمی ایک دوسرے کے بھائی۔ اور جب وہ اسپر ایمان لانے اور کلمہ پڑھنے یعنے ہم لوگوں کا مذہب قبول کرنے کو مستعد ہو جاتے ہیں۔ تو ہم اونکو ایک دستاویز پر دستخط کرنے کے لئے کہتے ہیں اور تب اونکو پورے طور پر اپنی جماعت کا رکن بناتے ہیں۔

نامہ نگار :۔ مسٹر کوئلیم! ہمنے سنا ہے کہ تم نے ایک کتاب لکھی ہے جسمیں اپنے مذہب کے حالات بیان کئے ہیں؟۔

مسٹر کوئیلیم :- ہاں میںنے ایسا کیا ہے۔ اس چھوٹی سی کتاب نے جو کارروائی کی ہے وہ تعجب انگیز ہے۔ پہلے اسمیں صرف وہ تین لکچر تھے جو میں نے اپنے ہم مذہبوں کے سامنے دیئے تھے۔ میں نے اون لکچروں کو ایک رسالہ کی شکل میں بنا ڈالا تاکہ لوگوں کو اپنے اعتقادات کی نسبت جواب دیتے میں مجھے آرام ہو۔ آٹھ مہینوں کے اندر طبع اول کی ۲ ہزار جلدیں فروخت ہوگئیں اور چونکہ زیادہ جلدوں کے برابر تقاضے آتے رہے۔ میںنے اوس کتاب پر نظر ثانی کی۔ اور اوسمیں اضافہ کیا اور بار ثانی چھپوا کر شائع کیا۔ اسمیں سے بھی نصف کے قریب بک چکی ہے علاوہ اسکے اسکا ترجمہ ہندی بنگالی برہمی فارسی ترکی اور عربی زبانوں میں کیا گیا ہے۔ اور ہزاروں جلد کتابیں اون زبانوں میں بھی فروخت کی گئی ہیں۔ کوئی ہفتہ ایسا نہیں گزرتا ہے کہ دنیا کے بعض دور دراز حصے سے اس کتاب کی طلبی کے خطوط نہ آتے ہوں پچھلے ہفتہ میں صرف مکہ معظمہ سے میرے پاس تین خطوط آئے تھے۔

نامہ نگار :- کیا مسٹر کوئیلیم! تمہیں حقیقت میں یقین ہے کہ تم تمام انگلستان کو مسلمان بنا ڈالوگے؟

مسٹر کوئیلیم :- مجھے ڈر کسی بات کا نہیں ہے اور امید بہت سی باتوں کی ہے مگر میں سب کے لئے خدا پر بھروسا کرتا ہوں اور مجھے کچھ شک نہیں ہے کہ اللہ کی مرضی اس ملک والوں کو مسلمان بنانے کی ہوگی تو اسمیں اسکی قدرت پہنچنا ہی چاہیے

نامہ نگار :- تعجب کی بات ہے کہ پہلے کبھی انگلستان میں اشاعت اسلام کا کسی کو خیال نہیں ہوا۔

مسٹر کوئیلیم :- واقعی کچھ بھی نہیں۔ تم دیکھتے ہو کہ تھوڑے ہی دنوں کے قبل چند مسلمان انگریزی اچھی طرح سے بول سکتے تھے۔ اور اسلئے اون کے لئے

مشکل تھا۔ کہ وہ یہاں آئیں اور اسلام کی کامیابی کے ساتھ اشاعت کریں۔
علاوہ بریں تم دیکھتے ہو کہ ہم لوگوں میں ہمارے کا مشنری کوئی نہیں ہے۔ اور
پھر انگریز خلقی طور پر غیر ملک والوں کی طرف سے کشیدہ رہتے ہیں۔
یہ اخبار مینچسٹر انگیز ہینز کا بیان ہے۔ ایسا ہی ٹائمز وغیرہ انگریزی اخباروں
میں ان حالات کا بیان ہوا ہے۔ اور یہی حالات دیسی اردو اخباروں میں
(اجمال و تفصیل کے فرق ساتھ) بیان ہوئے ہیں۔

مسٹر کوئیلیم یا یوں کہیں (اگر مسٹر موصوف اور انکے اور ہمارے اخوان دین پسند کریں) حضرت مولٰنا مولوی شیخ کلیم[*] اللہ صاحب) نے جو اپنی تقریر میں بجواب ایک سوال نامہ نگار اخبار کے ایک چھوٹی سی کتاب تصنیف کرنے کا ذکر فرمایا ہے۔ وہ کتاب پنجاب میں سب سے پہلے خاکسار اڈیٹر کے ہاتھ میں آئی ہے جسکا خاکسار کے کہنے سے میرے ایک عزیز و باتمیز تلمیذ نے اردو میں ترجمہ کیا۔ اور اُسکو میرے پیارے دوست مولوی کرم بخش صاحب مہتمم اسلامیہ پریس لاہور (جو اشاعۃ السنۃ کا مطبع ہے) نے چھاپا۔

وہ ۳۰ صفحہ کا رسالہ ہے جسکا نام دین اسلام ترجمہ فیتھ آوف اسلام ہے اس مقام میں ہم اسکے بعض مضامین کا اس غرض سے انتخاب کرتے ہیں کہ ہمارے ناظرین اس انتخاب سے رسالہ اور اسکے مصنف مولٰنا شیخ کلیم اللہ صاحب کی خوبی و کمال کا اندازہ کریں۔ اور اس رسالہ کو جو اسلامیہ پریس لاہور سے بقیمت ۲/ و محصولڈاک مل سکتا ہے۔ خرید فرما کر اسپر یہ شعر پڑھیں۔ ــ

[*] کلیم اللہ کہنے کی یہ وجہ ہے۔ کہ چونکہ وہ خود بخود بغیر کسیکی تعلیم و تربیت کے تفہیم الٰہی سے مشرف باسلام ہوئے ہیں۔ لہذا وہ روحانی طور پر خدا کے ہمکلام ہیں۔ اور لفظ کلیم لفظ کوئلیم سے ملتا ہے

جا دوی چند دادم جان خریدم ﴿ بحمد اللہ عجب ارزاں خریدم

اسکے صفحہ ۲ میں لکھا ہے۔ جب ہم خیال کرتے ہیں کہ دین اسلام سلطنت برطانیہ کے ساتھ۔ اور نیز دیکھو کہ مسلمان رعایا کے ساتھ جو اس سلطنت کے زیر سایہ زندگی بسر کرتے ہیں اسقدر مخلوط ہو رہا ہے۔ تو یہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ عموماً لوگوں کو اس دین کی نسبت اور اسکے معتقدان کی تاریخ کی نسبت اسقدر کم واقفیت ہے۔ اور انجام اسکا یہ ہے کہ چونکہ بیشمار لوگ ان باتوں سے محض ناواقف ہیں۔ اسواسطے وہ آسانی سے فریب میں آجاتے ہیں۔ اور جب کوئی مدعی اس دین کے خلاف کچھ تحریک پیدا کرنیکی کوشش کرتا ہے۔ تو اُسوقت اُنکی قوت فیصلہ (جج منٹ) راہ مستقیم سے بھٹک جاتی ہے۔ تاہم اگر انسانوں کا یہ فرض ہو کہ وہ آپس میں صلح کے ساتھ رہیں۔ اور جہانتک اُنکی طاقت میں ہو محض بدی کی بجائے محض نیکی آپس میں کریں۔ تو ایسے مضمونوں سے واقفیت حاصل کرنے میں ہمیں کچھ نقصان نہیں ہوتا ۔

دین اسلام کی سب سے عمدہ اور نہایت ہی مختصر تعریف وہ ہے جو ڈیوڈ ارکوہرٹ نے اپنی لطیف کتاب مطبوعہ ۱۸۳۵ء موسوم بہ سپرٹ آف دی ایسٹ کے جلد اوّل کے دیباچہ میں لکھی ہے۔ اور وہ یہ ہے "اسلام بحیثیت دین کوئی نئے اصول نہیں سکھاتا۔ کوئی نیا الہام (وحی) قائم نہیں کرتا۔ کوئی نئے مسائل نہیں بتاتا۔ اس میں کوئی (پریسٹ ہڈ) مدارج وغیرہ نہیں۔ اسمیں کوئی سلطنت کلیسیا نہیں یہ مذہب لوگوں کو ایک دستور العمل دیتا ہے۔ اور ریاست کو ایک خاص ضابطہ جسکا نافذ ہونا منظوری دین ہوتا ہے" اس بات کو بہتوں نے تسلیم کیا ہے۔ کہ ارکوہرٹ سچا ہے۔ پالگریو۔ ولیم بری۔ راولنسن۔ آرڈر النڈ سٹنلی آف ایلڈرری کانسکی وغیرہ وغیرہ نے اُسکی بصیرت کا حصہ لیا ہے۔ اور

اسکے بیانات کی تصدیق و تائید کی ہے۔ ہر ایک سیاح نے جسکو مسلمانوں کے
ساتھ گہرا ملاپ ہوا ہے۔ کچھ نہ کچھ انکی تعریف میں کہا ہے۔ بایں ہمہ گریٹ برٹن میں
جماعت کثیر کی رائیں غیر متاثر رہی ہیں۔ حق کا عموماً پتا نہیں لگا — کیونکہ بہت سے
انگریزی بولنے والے لوگوں نے دین مسیحی کی کسی نہ کسی فرقہ میں تربیت پائی
ہے۔ جن سے انہوں نے اس مضمون کی نسبت سخت اور نامعقول بدگمانی پیدا
کر لی ہے۔ اس بات کو وہ اپنے دین کا ایک اہم حصہ سمجھتے ہیں اور جب انگلیکن چرچ
کے ایک آرکڈیکن (پریسٹ سے زیادہ درجہ کا ہوتا ہے) کیپٹن آئزک ٹیلر جیسے
اپنے سچے اعتقاد کو جو اسکو اس امر میں حاصل ہے ایک گرجہ کی مجلس کے اندر دلیری
کے ساتھ بیان کیا۔ تو اُسپر سخت ملامت آمیز اور متعصبانہ حملے کئے گئے۔

کیپٹن ٹیلر نے جو خیالات وال ورہیمپٹن کی مجلس گرجا میں ۷ اکتوبر ۱۸۸۷ء کو بیان
کئے ہیں۔ اور جو دوسرے دن اخبار ٹائمز میں شائع ہوئے بڑی احتیاط کے ساتھ
ملاحظہ اور غور کرنے کے قابل ہیں۔ نہ وقت ہے اور نہ جگہ ہے کہ ہم اسکی پوری
تقریر لکھدیں تاہم اس سے رک نہیں سکتے کہ اسکا کچھ حصہ یہاں دوبارہ شائع کریں

اسکے بعد مولانا شیخ کلیم اللہ صاحب نے پادری کیپٹن آئزک ٹیلر صاحب
کا وہ لیکچر نقل کیا ہے۔ جو اشاعۃ السنۃ نمبر ۱۲ جلد ۱۱ میں بصفحہ ۳۴۹ ۳۴۳ منقول ہے
اسکے بعد بصفحہ ۱۰ اسکی تائید میں مسٹر جوزف ٹامسن سیاح کا خط نقل کیا ہے
اسکے بعد صفحہ ۱۵ میں کہا ہے۔ اس مضمون پر اپنے ہی بعض ہم ملکوں کی تقریروں
اور تحریروں* کے مختصر خلاصہ لکھکر اب ہم دین اسلام پر بڑے ٹھنڈے دل
اور سکون کے ساتھ غور کرتے اور اس امر کے دیکھنے کی کوشش کرتے ہیں کہ
آیا یہ مذہب عقل و فہم کے مطابق ہو سکتا ہے۔؟

اسلام کا اصل اصول یہ ہے کہ ابتدائے آفرینش سے قیامت تک بس ایکہی

سچا اور پکا مذہب رہا ہے اور ہمیشہ رہیگا۔ اس مذہب کی بنیاد وبس اس صداقت کا جاننا ہے کہ صرف ایک ہی سچا خدا ہے (لا الہ الا اللہ) یہ اعتقاد قرآن مجید میں بہ مرات وکرات تلقین کیا گیا ہے۔ اور اس بیان کی صداقت کے لئے آیات نقل کئے جا سکتے ہیں لیکن اس موقع پر تھوڑے سے کافی ہونگے۔ پھر اسکی تائید میں آیات قرآن کا ترجمہ نقل کیا ہے۔

اسکے بعد خدا تعالیٰ کی صفات اور اسکی تائید میں مضمون آیات بیان کرکے یہ ثابت کیا ہے کہ جو دین اسلام کے اصول و ہدایات ہیں۔ یہ آدم علیہ السلام کے وقت سے متوارث چلے آئے ہیں یہانتک کہ لوگوں کے مشرکانہ توہمات کا انمیں دخل و اختلاط ہو گیا۔ تب خدا تعالیٰ نے حضرت نوح و حضرت ابراہیم وغیرہ انبیا کو اصلاح دین قدیم کے لئے بھیجا۔ اور اسکی تائید میں ان آیات قرآن کو ذکر فرمایا جنمیں ان انبیا کے بعثت و دعوت کا ذکر ہے۔

اسکے بعد صفحہ ۲۰ میں کہا ہے۔ انبیاء الوالعزم میں سے پانچویں نبی عیسٰے علیہ السلام ہیں وہ نبی جسے مسیحی لوگ اپنا نجات دہندہ بولتے ہیں اور اللہ تعالےٰ کے برابر اسکا رتبہ سمجھتے ہیں۔ بیشک اسلامی اور مسیحی اعتقاد میں یہ ایک بڑا بھاری فرق ہے ایک معمولی عیسائی کا جو اپنے فرقہ کے عجیب پیچدار علم الٰہی کی ماہیت سے بخوبی واقف نہیں ہوتا۔ ایک مبہم خیال ہوتا ہے کہ وہ تثلیث کو مانتا ہے۔ جب پوچھا جاوے کہ اس تثلیث میں کیا (یا کون کون) شامل ہے تو جواب دیتا ہے کہ باپ بیٹا روح القدس اور شاید بطور تشریح یہ بھی کہدے کہ تین شخص مگر ایک خدا جب پوچھا جاوے کہ اس بدیہی النقیض کی ذرہ تشریح کرو تو وہ الٹ پلٹ جواب دیتا ہے کہ یہ ایک راز ہے۔ اور اگر کوئی کیتھولک یا کوئی انگلش ایپسکوپلین ہو تو وہ اس حقیقی مسیحی اور فیاضانہ منادی کا حوالہ دیگا۔ جو اٹھنے نے سے ان پیدہ

کے نام سے مشہور ہے اور جو دین کیتھولک کے کل خلاصوں کے اظہار کرنیکے بعد
اُن لوگوں کو جو اُس عقیدہ کی کسی ایک لفظ بلکہ کسی ایک سلیبل کو نہیں مان سکتے
ابد الآباد جہنم میں پہنچا دیتا ہے۔
لفظ تثلیث الہامی نہیں ہے اور کتب مسیحی میں ایک جگہ بھی نہیں پایا جاتا۔ یہ لفظ
کلیسیا میں و سر نصیدیمیں اس غرض سے لایا گیا کہ اُس سے الوہیت میں تین شخصوں
کی یگانگت پر ایمان لانا مفہوم ہو۔ بڑے بڑے علمائے الہیات اس خیالی مسئلہ
کو بیان نہیں کر سکتے اس مضمون پر جو رسائل انہوں نے لکھے ہیں انمیں عموماً
معذرتیں ہی ہوتے ہیں یا اس امر کا اظہار کہ یہ مسئلہ ایک ایسا راز ہے کہ جسکا
ہم میں آنا ناممکن ہے۔ ڈاکٹر ابن سن اپنے خیالات کو یوں قلمبند کرتا ہے "
انسانی ذہن فنِ ایجاد میں جہاں تک دلیرانہ سے دلیرانہ پرواز کر سکتا ہے یا انسانی
عقل سمجھنے میں جتنی دور سے دور وسیع حد تک پہنچ سکتی ہے اُن سب سے
بالاتر سدا مبارک تثلیث کا عمیق راز ہے" اگر ڈاکٹر ابن سن سچا ہے۔ اور
ایسا بھید اس قسم کا ہے کہ انسانی ذہن اور عقل کی رسائی سے بھی کہیں پرے
ہے۔ تو پھر قریباً سکنڈی نیوین اور قدیم مصری دیوتاؤں اور افلاطونی اعتقاد
اور ہندوؤں کے موجودہ علم الہیات کا عقیدہ بھی کوئی انسانی ایجاد نہیں ہے
بلکہ ربانی الہام ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ عیسائی لوگ غالباً اس مسئلہ میں موافق نہو سکینگے"
ایک اور مصنف اس مضمون کیطرف اشارہ کرتا ہے "عیسائیوں میں بھی
مسئلہ مقدس تثلیث تحقیق کی نسبت ایمان پر زیادہ تر مبنی ہے۔ اور اس مضمون
میں رائے زنی کرنے کی ہر ایک سعی (خواہ وہ کیسی ہی اچھی کیوں نہو) جو اُس سے
بڑھکر کیجائے جتنی کہ خدا تعالیٰ نے اپنی پاک کلام میں صاف صاف طور پر ذکر
فرمائی ہے۔ اس خدا شناسی کی ایک احمقانہ اور اکثر اوقات خطرناک

کوشش ہے جو غلطی پر مبنی ہے۔ میرے محقق خداترس عیسائی بھائیو تمکو اس بھید میں گھس پڑنے کے لئے کوشش نہیں کرنی چاہئے۔ ضرور ہے کہ تم اسکو بالکل بے تحقیق اور بے دریافت نگلجاؤ۔ اور اگر تمہاری سمجھ اس بات کو قبول نہیں کرتی۔ تو اس مضبوط قول کے دعوے سے مطمئن ہو جاؤ کہ یہ عقیدہ کیتھولک کا ہے۔ جس عقیدہ کو اگر ہر ایک شخص مکمل اور بے لوث نہ رکھیگا۔ تو وہ ابدالآباد ہلاکت میں پڑے گا۔

عیسائیوں کو اگرچہ اس بات سے تعجب ہو۔ لیکن اسکے امر واقعی ہونے میں کچھ شک نہیں تمام کتب مسیحی میں کوئی ایسی آیت نہیں۔ جسمیں تثلیث کا مسئلہ صاف صاف ثابت ہو۔ ہاں ایک ہے اور وہ یہ ہے کہ تین ہیں جو آسمان پر ہیں باپ کلمہ اور روح قدس۔ اور یہ تینوں ایک ہیں (۱۔ یوحنا۔ ۵۔ ورس) اور یہ ایک مشہور بات ہے کہ ریویژن کمیٹی (نظر ثانی کرنیوالی جماعت) نے اس آیت کو عہدنامہ نظر ثانی شدہ میں سے نکالدیا ہے۔ اور وجہ یہ بیان کی ہے کہ اگر اسکو عہدنامہ میں رہنے دیں تو اسمیں دیانت داری نہیں ہے۔ ہمارے ناظرین اس مضمون کو پڑھتے پڑھتے مسیح کے اس جواب پر بھی غور فرماویں جو آپنے کسی حاکم کے اس سوال پوچھنے پر دیا تھا۔ کہ اے نیک استاد میں کیا کروں کہ حیات ابدی کا وارث بنوں اور یسوع نے اسے کہا تو مجھے کیوں نیک کہتا ہے بجز ایک یعنی خدا کے کوئی نیک نہیں (لوقا۔ ۱۸۔ ۱۹) اُن لوگوں کو جو اس بات پر اصرار کرتے ہیں کہ ایک کو مسیح نے اپنے آپ سے امتیاز دیا تھا وہ خود ہی تھا اس آیت پر بخوبی غور کرنا چاہئے۔ عیسائیوں کے مسئلہ تثلیث اور اُن کے بڑے استاد عیسے کی اُس تعریف کیلئے جسمیں انہوں نے اُسے پہنچا دیا ہے۔ اتنا ہی کافی ہے آؤ اب ہم دیکھیں کہ اس بارہ میں

اسلام کیا ہے [illegible]

ہم [illegible] کریں۔

اسکے بعد ان آیات قرآن کو جو مسیح کی صحیح حالات پہ دلالت کرتے
باب میں نقل کیا ہے۔

اسکے بعد صفحہ ۲۴ میں آنحضرت کے حالات بعثت و ہجرت وغیرہ کو
ایسے طور پہ بیان کیا ہے۔ جیسے کوئی محدث اور اسلامی مورخ بیان کرتا ہے
اسکے بعد کہا ہے۔ اب ہم مختصر طور پر اسلام کے کچھ مسائل جنکا پہلے کچھ اشارہ
نہیں ہوا ہے ذکر کرتے ہیں۔

ہم ابھی لکھ چکے ہیں کہ اصل اصول اسلام صرف ایک ہی خدائے یگانہ پر ایمان
لانا اور تمام قسم کی بت پرستی سے بچنا ہے۔ نیز ہم نے چند بڑے بڑے اولوالعزم
نبیوں کا ذکر کیا ہے انکے علاوہ اور بہت سے چھوٹے چھوٹے انبیا ہیں مثلاً
داؤد ع۔ عزیر ع۔ الیسع ع۔ صالح ع۔ ذوالکفل ع۔ اور انکے علاوہ بہت سے۔

باقی اصلی مسائل یہ ہیں۔ خدا کے پاک فرشتوں یا ارواح کو موکل ماننا ان فرشتوں
کے مختلف مدارج اور فرائض ہیں اور مختلف طور پر عنایات الٰہی کے مورد ہیں بعض
ملائکہ عرش کے ارد گرد عبادت کرتے ہیں بعض ہمیشہ خداوند تعالیٰ کی حمد
سرائی کرتے ہیں بعض پردار ملائکہ ہیں جو احکام الٰہی کو عملدرآمد کرتے ہیں اور بعض
فرشتے انسانوں کی شفاعت کرتے ہیں۔ اس آسمانی گروہ میں سب سے زیادہ ممتاز
چار بڑے فرشتے ہیں جبرائیل ملک الوحی جو احکام و تقادیر ربانی کو لکھتا ہے میکائیل
شجاع۔ جو دین کی لڑائیاں لڑتا ہے عزرائیل ملک الموت۔ اور اسرافیل جو اس
ہیبت ناک حکم کے انتظار میں ہے کہ یوم القیامۃ کو صور پھونکے۔ چھوٹے درجہ کے
ملائکہ کی ایک قسم معقبات کے نام سے موسوم ہے۔ انمیں سے دو دو ہر ایک انسان

کے اعمال کو دیکھتے رہتے ہیں۔ ایک داہنے ہاتھ دوسرا بائیں ہاتھ ہوتا ہے۔ جو
ہر ایک فعل اور قول لکھتے جاتے ہیں۔ ہر روز کے اخیر میں وہ آسمان پر اپنی رپورٹ
لیکر چڑھتے ہیں۔ اور دوسرے روز پھر دو اور فرشتے انہی قبیل کے انکی جگہ
آجاتے ہیں۔ مسلمانوں کی روایت کے موافق ہر ایک نیک کام کو داہنے ہاتھ والا فرشتہ
دس گنا لکھتا ہے اور اگر وہ انسان کوئی گناہ کرے تو وہی مہربان فرشتہ بائیں ہاتھ
والے فرشتہ کو کہتا ہے۔ ۷ گھنٹے تک لکھنے سے ابھی رُکے رہو۔ شاید کہ وہ توبہ
کرے اور دعا مانگ کر معافی حاصل کرے۔

دوسرا اصل جس پر ایمان لانا ہے وہ کتب مقدسہ الہام ربانی ہیں اور بالخصوص وہ
سب سے پچھلی کتاب جو قرآن کے نام سے مشہور ہے۔ لفظ قرآن کا مادہ لفظ قرأ
بمعنے خواندن ہے۔ اور عربی زبان میں لفظی ترجمہ اس لفظ کا "پڑھائی" یا یوں
کہو کہ "وہ چیز جو پڑھی جانے چاہیئے" ہے۔ قرآن ایک "سو چودہ بڑے بڑے حصّوں
میں جنکی لمبائی میں مساوات نہیں ہے تقسیم کیا ہوا ہے۔ ان حصّوں کا نام سورہ یا سورتیں
ہے جو ابواب کا کام دیتی ہیں۔ پھر ہر ایک سورت کئی چھوٹے چھوٹے حصّوں یا
آیتوں میں منقسم ہے اور ان آیتوں کی لمبائی میں بھی مساوات نہیں ہے۔ ہر ایک
سورت ایک خاص نام یا لقب سے موسوم ہوتی ہے۔ کبھی تو یہ نام کسی خاص امر مذکورہ
سورۃ کے سبب سے یا کسی خاص شخص مذکورہ سورۃ کے باعث سے لیا جاتا ہے لیکن
اکثر اُس عادی لفظ سے جو سورۃ میں سب سے پہلے واقع ہو نام کے بعد ہر ایک
سورۃ کے سرے پر بجز سورہ نہم کے یہ پاک کلمات جو بسم اللہ کے نام سے موسوم
ہیں لکھے جاتے ہیں وہ کلمات یہ ہیں۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تمام دنیا اس بات کو تسلیم کرتی ہے۔ کہ قرآن اعلےٰ درجہ کی فصاحت و بلاغت
لسانی اور پاکیزہ و شستہ زبان میں لکھا گیا ہے۔ اور مسلّم طور پر عربی زبان کی

محک گردانا گیا ہے۔ عبارت علی العموم خوبصورت اور فصیح ہے۔ علی الخصوص جہاں یہ رسولانہ طرز اختیار کرتا ہے۔ اس کتاب کے ایک بڑے حصہ میں خدا کی قدرت پر شہادت دینے والے تاریخی واقعات کا ذکر ہے نیز ان کاموں کا جو اسکے رسولوں نے پہلے زمانوں میں کئے تھے باقی حصہ میں ضروری ضروری قوانین اور ہدایات اخلاقی اور ربانی نیکیاں حاصل کرنے کے لئے متواتر نصیحتیں بھری پڑی ہیں سب سے بڑھکر یہ بات ہے کہ ایک ہی حقیقی خدا کی تعظیم و عبادت کرنا اور اسی کی رضا میں سر تسلیم جھکانا ہے۔

کچھ حاجت نہیں کہ ہم مسلمانوں کے اعتقاد جو اونکو حشر و یوم الفصل۔ فردوس جزا و سزا اور مسئلہ تقدیر پر ہے بیان کریں۔ کیونکہ ہر ایک شخص جو معمولی مسیحی الہیات سے واقف ہے ان الفاظ کے معنے بخوبی سمجھ سکتا ہے۔

اس کے بعد اسلام اور قرآن کے ان احکام کو بیان فرمایا ہے۔ جو اعمال و اخلاق کے متعلق ہیں۔ جیسے احسان کرنا بدظنی سے بچنا۔ شراب خواری سے پرہیز کرنا۔ و علے ہذا القیاس۔

یہ کتاب دین اسلام ترجمہ رفیتھ آوف اسلام کا انتخاب ہے اس کتاب میں جو مصنف نے اضافہ مضامین کا اپنی تقریر میں جو صفحہ (۳۲۲) میں منقول ہوئی ہے ذکر کیا ہے وہ بھی ہمارے پاس پہنچ گیا ہے ناظرین کو اس انتخاب سے مؤلف کی معلومات و اعتقادات کا کافی اندازہ ہو سکتا ہے۔

آپنے جو اپنی تقریر میں شراب نوشی کی ممانعت پر لیکچروں کے ضمن میں تائید اسلام کا موقعہ پانے کا ذکر کیا ہے چنانچہ اس رسالہ کے صفحہ ۳۲۶ میں منقول ہوا اسکی ایک نظیر آپ کا وہ لیکچر ہے جو ۲۰ دسمبر ۱۸۹۰ء کو آپنے لورپول میں دیا تھا۔ اور پھر وہ ایک پمفلٹ (رسالہ) کی صورت میں فینیٹکس اینڈ فینیٹیزم (یعنی

دیوانہ اور دیوانگی) کے نام سے چھاپ کر شائع کیا ہے۔ اس رسالہ (یا لکچر) کا ترجمہ بھی میرے وہی عزیز تلمیذ مترجم فیتھ آوف اسلام کر رہے ہیں۔ جو عنقریب اسلامیہ پریس لاہور میں چھپ کر شائع ہو گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

اس رسالہ (یا لکچر) کا خلاصہ مضمون بھی اس مقام میں نقل کرنا مناسب اور مزید تشویق ناظرین کا موجب معلوم ہوتا ہے۔

آپ کے خیالات اور مقالات حقہ کی یوروپ میں اشاعت ہوئی۔ تو لوگوں نے آپکو دیوانہ اور آپکے خیالات کو دیوانگی کہنا شروع کیا۔ تسپر آپنے وہ لکچر دیا جسمیں نہایت فصیح اور لطیف تقریر سے پہلے اُن مشاہیر اعیان یوروپ کا ذکر کیا جنہوں نے عالیشان اور نمایاں مصلحانہ کام کئے ہیں۔ جیسے تار برقی۔ ریل گاڑی۔ انگلیوٹ ڈاک وغیرہ۔ کا ایجاد کرنا۔ یوروپ کے ملک سے ناجائز غلامی کی رسم کو اٹھانا وغیرہ وغیرہ۔ اور کہا کہ ان کاموں کو پہلے تو بعید از امکان نوجوان سمجھکر لوگوں نے دیوانگی اور انکے موجدوں کو دیوانہ قرار دیا۔ مگر آخر ان کاموں کو دانشمندی۔ اور انکے موجدوں کو ریفارمر (قومی مصلح) مان لیا۔

پھر اُن ہی ریفارمروں (مصلحین) کے سلسلہ میں اپنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا۔ اور فرمایا "یہانتک تو میں نے ان لوگوں کی نظائر کو ذکر کیا ہے۔ جو بہت ہی قریب زمانہ میں گذرے ہیں۔ جنکو لوگوں نے پہلے دیوانہ کہا اور آخر انکا دانشمند ہونا مان لیا۔

اب میں ایک ایسے شخص کا تذکرہ کرتا ہوں جسکے حالات دنیا کی تواریخ میں مذکور ہیں۔ وہ ایک نرالی منصب اور رتبہ کا آدمی تھا۔ بارہ سو برس سے زیادہ گذرے ہیں کہ ایک ناتعلیم یافتہ اور اُمّی شخص کہ جسنے اپنی بت پرست قوم میں پرورش پائی تھی۔ بُت پرستی کی مذمت کرنے اور دنیا کو خدائے رحمٰن

ورحیم کی عبادت کیطرف بلانے کا القا ہوا جسکو وہ الہام سمجھتا تھا۔ وہ القا (یا الہام) جب اس نیک دل حلیم الطبع اور باحوصلہ جوان کے دلمیں مستحکم ہوا تو اسنے بڑے جوش وخروش سے لوگون کو وہ الہام سُنانا اور اسکا پہنچانا شروع کیا۔ وہ لوگوں سے بڑے زور کے ساتھہ مباحثہ کرتا۔ اور انکو وعظ سُناتا رہا۔ مگر ابتدا مین صرف اسکے حرم محترم اور چند دیگر اشخاص نے اسکی باتون کا یقین کیا۔ عموماً لوگون نے اسکو دیوانہ قرار دیا۔

اسکے چار سال تک لگاتار کوشش کا یہ اثر ظاہر ہوا کہ چالیس کے قریب اشخاص نے اسکی دعوت کو مان لیا۔

اسبات کی امید بہت کم تھی۔ کہ اسکے ہم ملک اسکو اس بیان مین جسمین وہ انکو ایک دوسرے جہان کی خبر دیتا تھا سچا تصور کرینگے۔ وہ یہہ کہتے تھے کہ اس شخص کا جسنے ہم لوگون مین پرورش پائی ہے۔ اور وہ اپنے آپکو خدا کا نبی کہتا ہے۔ یہ وعظ و کلام ایک مکر ہے۔ جس کو وہ لوگوں کو اپنی تابع و مرید بنانے اور اپنا اعتبار بڑھانے کے لئے پھیلاتا ہے۔

پھر جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے یہہ وہی ہیں جسکا میں ذکر کر رہا ہوں (اپنے بیان مین آنحضرت کے نام نامی کا صاف ذکر کر دیا) بڑے زور سے بتوں کی مذمت شروع کی۔ اور یہ کہا (جس سے انکی دیانت اور جوش کا ثبوت ملتا ہے) کہ جن

ان الذین تدعون من دون اللہ لن یخلقوا ذبابا ولو اجتمعوا لہ وان یسلبہم الذباب شیئا لا یستنقذوہ منہ ضعف الطالب والمطلوب (الحج ع ۱۰)	بتوں کو تم پوجتے ہو وہ ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے۔ گو سب کے سب اسکام کے لئے جمع ہو جائیں۔ اور اگر مکھی انسے کچھ چھین لے تو اسکو اس سے چھڑا نہیں سکتے بت

اور انکے پوجنے والے دو تو کمزور ہیں"۔ یہ بیان نہ صرف بت خانہ کے پجاریوں کو برا معلوم ہوا بلکہ اس سے عام جہلا میں ناراضی کا جوش پھیلا۔ وہ سب طیش میں آکر پکارتے تھے کہ یہ کون ہے جو ہم سب سے زیادہ دانا ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ اور ہم سب کو طنز کے ساتھ بیوقوف بناتا ہے۔ اور لکڑی (یا پتھروں) کے پوجاری کہتا ہے۔ اسپر آنحضرت صلعم کے چچا (ابوطالب) نے خوف کھاکر آپکو سمجھایا اور مذمت بت پرستی سے منع کیا۔ مگر آپنے انکے جواب میں دلیری کے ساتھ یہ کہا کہ اگر مشرق کا آفتاب مغرب سے طلوع کرے گا تب بھی میں اپنے اس دعوے اور بیان سے نہ ڈگونگا۔ پھر آپنے نصائح اور تبلیغ کو برابر جاری رکھا۔

اسکے بعد مؤلف (یا لیکچرار) نے آنحضرت اور آپکے پیرواں کی ان تکالیف کو بیان کیا جو مشرکین مکہ کے ہاتھ سے انکو پہنچیں۔ پھر آپکے اور آپ کے پیرواں مہاجرین ابی سینیا (حبشہ) کے حالات ہجرت کو بیان کیا۔ پھر مہاجرین کے تحمل شدائد و مصائب کا ذکر فرمایا۔ پھر اسلام کے زمانہ ترقی کے بیان حالات میں فرمایا "جس دروازہ مکہ سے آپ جان بچاکر نکل گئے تھے اسی دروازہ میں آٹھ سات ہزار پیرواں کی جمعیت و شمولیت کے ساتھ آپ داخل ہوئے۔ اور ایک صدی کے عرصہ میں آپکا دین اسلام ہندوستان سے امریکہ تک پھیل گیا"

اور آج کروڑوں انسان اس نبی آخر الزمان کے پیرو ہیں۔ اور انکے اصول و ہدایات کی پیروی کرتے ہیں۔ (اسپر حاضرین جلسہ نے تحسین و آفرین کا نعرہ بلند کیا۔ پھر لیکچرار نے کہا۔ ابتدا میں جس نبی کو لوگ دیوانہ بیوقوف سودائی مخبوط الحواس وغیرہ وغیرہ کہتے تھے۔ آج کروڑوں انسان اسکو نبی برحق مانتے ہیں۔

(اسپر بھی حاضرین جلسہ نے نعرہ تحسین بلند کیا) پھر لیکچرار نے کہا میں یہ بھی جانتا ہوں۔ کہ ہمارے ملک کے لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی جہالت کی وجہ سے جھوٹا نبی تصور کرتے ہیں۔ مگر میں انکے رائوں کی کچھ پرواہ نہیں کرتا۔ کوئی سچا تاریخ دان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا نہ کہیگا! پھر اسکی تائید میں ایک انگریزی مورخ کا قول نقل کیا۔ اور اسکے بعد کہا۔ دوسری بات جو میں بیان کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے۔ کہ آنحضرت علیہ السلام نشہ والی چیزوں کے تارک رہے۔ اور اسی ترک نشہ کا حکم وہ پیروان کو دیگئے اور جب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے مدینہ کیطرف ہجرت کی تب سے ہر ایک آپ کا سچا پیرو نشہ کا تارک رہا ہے۔ اور رہتا ہے" پھر کہا اب میں اپنے ان خیالات کی طرف رجوع کرتا ہوں (جنکے بیان کے لئے میں کھڑا ہوا تھا یعنی خیالات ممانعت شراب) کیا ہم لوگ شراب کے تارک اور اس سے مانع وہمی اور دیوانہ ہیں۔؟

کیا ہمارے ملک میں شراب کی تجارت شراب کی لعنتیں پھیلی رہیں۔؟

کچھ شراب (خانہ خراب) پلارکسن اور دلبر فورس کی موقوف کرائی ہوئی غلامی سے بدتر ہے کہیں اپنے نفس (امارہ) کی غلامی پائی جاتی ہے۔ ایک غریب حبشی غلام سے ایک دائم الخمر بڑھکر ذلیل یعنے غلام ہے غریب حبشی تو جبراً غلام بنایا گیا ہے مگر یہ دائم الخمر خود بخود غلام بنتا ہے۔ انسان کو ایسا غلام ہونا نہ چاہئے ہمارے ملک کے لوگ شراب خوار ہوکر اپنے آپکو آزاد تصور کرتے ہیں۔ اور اس آزادی کا فخر کرتے ہیں ولیکن اس قسم کی معاشرت اصلی خوشی اور سچی آزادی نہیں ہوتی ہمارے ملک میں ہر سال ساٹھ ہزار اشخاص شراب خواری کی علت سے مرتے ہیں۔ مگر (افسوس) انہیں سے کسیکی خیال میں یہ تو آیا ہوگا۔ کہ میں شراب

کی علّت سے مروں گا۔ میرے پیارو شراب بہت بُری چیز ہے۔ اس برائی کو چھوڑنا ہمارا فرض ہے۔ کیا میں پاگل ہوں۔ کیا میری باتیں دیوانگی ہے"۔ آخیر میں آپنے کہا ہے۔ اور اسپر اُس لکچر کو ختم کیا ہے۔ کہ میرے بھائیو ہوشیار ہو جاؤ۔ قدیمی مُصلحین کیطرح مستعد ہی اور حوصلہ اختیار کرو تمہارے حوصلہ کو کوئی چیز نہ روکے گی۔ اس زور آور دشمن پر فتحیابی کے لئے نکلو یعنی پہلی فتحمندوں کی طرح آخر تم بھی فتح پاؤ گے"۔

اسی قسم کے اور ایسے ہی جوش اور زور کے بھرے ہوئے لکچر آپ ہر ہفتہ میں دیتے ہیں۔ جس سے ناظرین وسامعین کے دلوں میں اسلام کی عظمت جمتی جاتی ہے۔ ۳۰۔ اکتوبر ۱۸۹۰ء کے پہلے اتوار کے دن آپنے مضمون "تلک آیات المبین" پر لکچر دیا تھا جسمیں یہ ثابت کر دیا تھا۔ کہ قرآن شریف بائبل کے مقابلہ میں کمال فضیلت رکھتا ہے۔ اس لکچر کے ختم ہونے پر تین عیسائی انگریز دو گھنٹہ تک بہت شوق اور دلچسپی کے ساتھ اصول و مسائل اسلام کے متعلق استفسارات کرتے رہے۔ اور ایک پادری کا لڑکا جو پہلے انپر ہنستا تھا اس لکچر کو سنکر دنگ ہو گیا۔

ایک کتاب آپنے اور تصنیف فرمائی جسمیں دین اسلام۔ یہودیت اور عیسائیت کا باہم مقابلہ کیا ہے۔

ایک کتاب آپنے اور تالیف کی ہے جسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سوانح عمری کا باہم موازنہ کیا ہے۔

آپ کا یہ بھی ارادہ ہے کہ آپ ایک رسالہ مستقل ماہوار شائع کرینگے۔ جسمیں اصول و مسائل اسلام کی یورپ میں خوب اشاعت ہو۔

ان ہی لکچروں اور تصانیف کا یہ نتیجہ ہے جو اسوقت تک وہاں مسلمانوں کی ترقی ہو رہی ہے۔ انکی ان علمی برکات اور وسعت معلومات کی نظر سے ہندوستان کے بعض اہل الرائے آپ کو **انگلستان کا شیخ الاسلام** لکھتے ہیں۔ اور جناب مولوی **رفیع الدین** صاحب سابق بمبئی مقیم حال لیورپول نے جو انجمن اسلامیہ لیورپول کے وائس پریسیڈنٹ ہیں اپنے اس ایڈریس کے ضمن میں جو ۲۵ دسمبر ۱۹۱۱ء کو اس انجمن کے سالانہ جلسہ میں انہوں نے دیا تھا۔ فرمایا ہے۔ "آپ صاحبان (مسٹر کوئیلیم (یا مولانا شیخ کلیم اللہ صاحب) اور انکے اصحاب و احباب) اس لائق ہیں کہ مذہب اسلام کے بہت سی اصولوں پر مجھے تعلیم دے سکیں ۔۔۔ آپ کو باہر سے مشنری (واعظ) منگانے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ اس انجمن کا ہر ایک ممبر بذات خود ایک سرگرم مشنری ہے۔ آپ کو اپنے نیک کام کے سرانجام کے واسطے جو آپ نے اپنے ذمہ لیا ہے صرف مالی امداد کی ضرورت ہے۔"

انکے **ان** معلومات و کمالات سے جو انکی تالیفات و تقریرات سے ظاہر ہوتے ہیں۔ اور علماء وقت انکے معترف ہوئے ہیں ہم یہ نتیجہ نکالتے ہیں اور تمام اہل الرائے نکال سکتے ہیں۔ کہ جو ان باخبر نومسلموں کی تائید کے لئے بریلی۔ بمبئی۔ حیدر آباد دکن وغیرہ وغیرہ مقامات میں یہ **تجویز** درپیش ہے (بلکہ بمبئی میں کچھ عمل میں بھی آچکی ہے) کہ ان لوگوں کی تعلیم و استحکام عقائد کے لئے اسلامی مشن روانہ لیورپول ہو۔ یہ تجویز صرف اور خاصةً اسی **حالت** میں **مفید** ہو سکتی ہے کہ اس مشن میں ممبر ایسے ہوں جو علماء فضلا جو جامع معقول و منقول ہوں۔ اور وہ اصول و عقائد اسلام کو جدید فلسفہ اور طبعیات کے صحیح اصول سے مطابق کر سکیں اور انکے غلط اصول مخالفہ

اسلام کے ابطال پر قادر ہوں۔ منتخب کئے جائیں۔ اور اگر انہیں جدید فلسفہ اور طبعیات اور زبان انگریزی کے جاننے والے نہوں تو انکے مددگاران علوم کے واقف کار بنائے جائیں۔

جو لوگ اسوقت تک منتخب یا نامزد ہوئے ہیں ہمکو اُنکے دینی جوش ہیں دین کے کاموں سے دلچسپی رکھتے ہیں۔ اپنی معلومات دینیہ کی اشاعت کے لئے واقف ہو رہتے ہیں شک و کلام نہیں۔ مگر ہماری رائے ہیں اور عام اہل الرائے کے خیال ہیں وہ اس کام کے نہیں ہیں۔ جو ہم اوپر عرض کر چکے ہیں۔ ہاں موجودہ منتخب شدہ ممبروں کا اُن لوگوں کی زیارت کرنے اور انکی مسرت اور ہمت بڑھانے اور انکو ہمدردی کا یقین اور امید دلانے کی غرض سے وہاں بھیجنا تجویز ہوا ہے تو یہ انتخاب بلا ارتیاب مناسب ہے۔ یہ کام ہر ایک معزز اور محب اسلام کے ذریعہ سے (گو عالم و فاضل نہو) ہو سکتا ہے۔ بلکہ یہ کام صرف ڈاک کے ذریعہ سے ان لوگوں کے معاونت کے لئے روپیہ بھیجدینے سے بھی ہو جاتا ہے۔ بلکہ اسمیں یہ بھی فائدہ ہے۔ کہ جو روپیہ اُن سفیروں کی آمد و رفت میں خرچ ہوگا۔ وہ ان ہی نو مسلموں کے کام آوے گا۔

شیخ الاسلام انگلستان۔ حضرت مولنا شیخ کلیم اللہ صاحب سے ایک عظیم الشان کارنامہ یہ ہوا ہے۔ (جسمیں اپنے دنیا بھر کے مسلمانوں پر بہت بڑا احسان کیا ہے) کہ ولایت کی ناٹک کمپنی (تماشا یا نقل کرنے والی جماعت) کے اس فعل بد کے ارادہ کو کہ وہ اپنے ناٹک میں رسول عربی کا سوانگ بنادیں۔ اور اس مضمون کی ایک کتاب لکھکر ملکوں میں شائع کریں۔ آپ ہی کی درخواست سے روکا گیا۔ اسمیں کوئی مسلمان شک نہیں کر سکتا کہ اگر اس مضمون کی کتاب آنحضرت ؐ کی حالات میں لکھی جاتی۔ اور وہ ناٹک

میں پڑھے جاتے تو اسکیں روے زمین کے مسلمانوں کو کمال رنج پہنچتا۔ اور جس سے ایسا ہلچل پھیلتا کہ اس سے عامہ خلائق کے امن و آسایش میں فتور واقع ہونیکا اندیشہ تھا۔ جن لوگوں نے پنجاب گزٹ سیالکوٹ اور دلگداز لکھنو وغیرہ اسلامی اخبارات میں اس ناٹک کے متعلق مضامین پڑھے ہونگے۔ وہ ہمارے اس خیال سے ذرا اختلاف نکرینگے۔ مگر کمال شکر کا مقام ہے کہ شیخ الاسلام انگلستان کی درخواست پر وہ فساد رک گیا۔ اور وہ شعلہ فساد مشتعل نہونے پایا۔ اس نظر سے نہ صرف اہل اسلام کو بلکہ جملہ امن خواہان ملک کو جناب ممدوح کا ممنون و معترف احسان ہونا واجب ہے۔

ہمنے کمال مسرت سے اخباروں میں چھپے فقرہ دیکھا ہے کہ نو مسلمان انگلستان کی محبت اور ہمدردی عام اہل اسلام ہندوستان۔ عربستان۔ روم ایران وغیرہ کے دلوں میں جوش زن ہے۔ اور جابجا انکے ہمدردی و معاونت کی غرض سے چندہ ہو رہا ہے۔ اور فنڈ کھولے جا رہے اور انکے معاونت کے وعدہ ہو رہے ہیں۔ اس مقام میں خصوصیت کے ساتھ لائق ذکر ایک صاحب حاجی عبد اللہ عربی مدنی ہیں۔ جنہوں نے اپنی جیب خاص سے پچاس ہزار روپیہ دینے کا وعدہ کیا ہے۔ مسلمانان حیدر آباد بھی قابل ذکر ہیں۔ جنہوں نے ایک ہی جلسہ میں دس ہزار روپیہ ان مسلموں کے لئے جمع کرلیا۔ بنگلور بریلی۔ بنارس وغیرہ میں بھی سرگرمی سے فراہمی چندہ کرلوگ درپے ہیں مگر اس چندہ کی تعداد ابھی ایسی نہیں ہوئی۔ جسکو ہم ذکر کریں۔

باب عالی حضرت سلطان روم (خلد اللہ ملکہ وسلطانہ) سے بھی ان مسلمانوں کو وعدہ اعانت پہنچا ہے۔ جس سے بہت سی امیدوں کی صورت دکھائی دیتی ہے۔

مسلمانان ہند کے فخر ریاست حیدر آباد دکن کے فیاض فرمانروا حضور **نظام الملک** سے بھی نمایاں مدد پہنچنے کی امید ہے۔ کیونکہ حضور نظام الملک سے مسلمانان لیورپول نے بذریعہ ایک عرضداشت خود امداد کی درخواست کی ہے۔ لہذا واثق امید ہے کہ نظام کے فیاض گورنمنٹ سے اس درخواست کی منظوری ہوگی۔

ان حالات مسرت آیات کو سنکر **شاید** کسی ناعاقبت اندیش مسلمان کے دلمیں یہ **شبہ** پیدا ہو کہ جب اسقدر اولو العزم صاحب شوکت و ثروت و سیف و قلم مسلمانان لیورپول کی اعانت کی طرف متوجہ ہیں تو پھر انکو آحاد اہل اسلام کی اعانت کی کیا حاجت ہے۔ **اسکا ایک جواب** جو سرسری ہے۔ یہ ہے کہ ان لوگوں کو عام اہل اسلام کی اعانت کی حاجت نہسہی عام اہل اسلام کو تو انکی اعانت کی حاجت ہے۔ اس کام میں جسکو خواص اہل دول اپنے ذمہ لیا چاہتے ہیں۔ عام اہل اسلام شریک ہو جائیں۔ اور اپنی اپنی بضاعت و استطاعت کے موافق اسمیں شامل ہوں۔ تو یہ انکی سعادت و نجات کا موجب ہے کنعان میں حضرت یوسفؑ کے خریدار بہت سی تھے۔ مگر ایک بوڑھیا بھی سوت کی انٹی لیکر اس سعادت عظمیٰ کے حصول کو آموجود ہوئی۔

تھوڑے ہی دن گذرے ہیں۔ کہ مقتولین جنگ روم کے پسماندگان کے لئے ہندوستان میں چندہ ہوا تھا۔ باوجودیکہ سلطنت روم کا شاہی خزانہ انکی معاونت کیلئے موجود تھا۔

دوسرا جواب جو نظر غائر پر مبنی ہے یہ ہے کہ یہ امداد صرف ان انجاس اشخاص کے لئے نہیں ہے جو اسوقت تک مشرف باسلام ہو چکے ہیں۔ بلکہ ان بیشمار و بلا انحصار عیسائیان یورپ کے لئے ہے جنکی اسلام میں

آنے کی آیندہ امید ہے۔

اس صورت میں مسلمانوں کی اس نجاتی فوج کی جسکا ہیڈ کوارٹر (صدر مقام) یا کیمپ (معسکر) اسوقت لورپول ہے۔ گویا تمام یوروپ پر چڑھ آئی ہے لہذا اس روحانی جنگ کے لئے اسقدر گولہ بارود (روپیہ۔ دلائل کتب وغیرہ) کی ضرورت ہے۔ کہ اس کے واسطے کسی ایک سلطنت روم یا ایران کا خزانہ (جسکو ملکی مصارف بھی لاحق ہیں) کافی و وافی نہیں ہے۔

بناءً علیہ ہر ملک کے مسلمانان خواص وعوام کا اس نجاتی فوج کی معاونت میں شریک ہونا ضروری ہے۔ اور عیسائی مشن اور انکی نجاتی فوج سے بڑھ کر سامان جنگ بہم پہچانا واجب ہے۔

ہماری رائے میں سر دست ہر ایک ملک کے ہر ایک شہر سے مسلمانوں کے انجمنوں اور دیگر معزز اعیان و اشخاص کی وساطت سے اسقدر چندہ جمع ہونا چاہیے۔ کہ اس چندہ کے ذریعہ سے ہندوستان سے برگزیدہ فضلاء اسلام اور انکے معاونین لائق انگریزی دانوں کا مشن سفارت انگلستان کے لئے قائم ہو اور وہ لیورپول میں پہنچکر مسٹر کوئلیم (یا حضرت مولٰنا کلیم اللہ صاحب) اور انکی با خبر جماعت کو ساتھ لیکر نوبت بنوبت تمام یوروپ کی سیر وسیاحت کرے۔ اور اسکا ہر ایک ممبر اپنے سابق شغل اور پیشہ سے مستغنی اور فارغ البال ہو جائے اور انکے پسماندگان کی ضروریات بھی اس چندہ سے پوری ہو سکیں۔ اور یہ ظاہر ہے کہ اس جمعیت کے لئے ابھی کچھ بھی نہیں ہوا۔ اور نہ آیندہ کسی ایک شخص سے (سلطنت کا مالک کیوں نہو) یہ سامان پورا ہو سکتا ہے۔ یہہ کام تو اسی صورت سے ہو سکتا ہے۔ کہ قوم کے خاص وعام سے مدد پہنچے۔ اور ہر ایک اسمیں چندہ دے۔ جیسا کہ ہمارے حریف عیسائی مشن اور انکی نجاتی فوج

کے لئے ہو رہا ہے۔

ہمنے کمال افسوس کے ساتھ بعض اخباروں میں اس خبر کو بھی دیکھا ہے کہ بعض مسلمانوں کی رائے اعانت مسلمانان لورپول کے مخالف ہے انمیں سے ایک صاحب فرماتے ہیں۔ مسلمانوں کی حالت ایسی نہیں کہ وہ ہندوستان کے باہر کسی غیر ملک کی ہمدردی کریں۔ علیگڈھ کی مسجد ابھی ناتمام پڑی ہے۔ اسکو غیر مکمل چھوڑکر لورپول میں ایک مسجد بنوانا بالکل غلط اصول پر مبنی ہے۔

ایک اور صاحب کہتے ہیں۔ کہ شاید لورپول کے مسلمانوں کا یہ حال روپیہ فراہم کرنے کے لئے ایک چال ہو۔ یہی بات ایک عیسائی نے بھی کہی ہے کہ ان لوگوں کی نیت دنیا طلبی ہے"۔ ع این ہمہ از پے تہنیت کہ زرمی طلبی ؟

ان مخالفین سے پہلے حضرت کی بات کا جواب تو تفصیل اور دلیل کا طالب نہیں ہے۔ وہی اجمال کافی ہے جو میرے پیارے دوست مہذب نے پرچہ ۸ جنوری ۱۸۹۱ء میں اسکے جواب میں اختیار کیا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ علیگڈھ میں شاہی جامع مسجد موجود ہے جسمیں علیگڈھ کالج کے طالب العلم نماز پڑھ سکتے ہیں۔ لہذا وہاں بناء مسجد جدید کی ضرورت نہیں بلکہ اس مسجد کا روپیہ لورپول بھیجدینا مناسب ہے"۔

اسپر ہماری طرف سے بھی اور یہ مستزاد ہے۔ کہ اگر علیگڈھ کا کل سرمایہ لورپول بھیجدیا جاوے۔ تو یہ بھی مناسب ہے۔ لورپول میں اس روپیہ کے بھیجدینے سے دین اسلام کو اسقدر فائدہ پہنچنے کی امید ہے کہ علیگڈھ میں مکرر رکھنے سے دین اسلام کو (مسلمانوں کی دنیاوی ترقی کا ذکر نہیں) اسکا عشر عشیر فائدہ پہنچنے کی امید کیا احتمال بھی نہیں۔

دوسری حضرت کی بات کا جواب تفصیل اور دلیل سے دینا ضروری ہے
اور ہمارے علم میں کسی نے اس امر اہم سے بدلائل تعرض نہیں کیا۔
مسلمانان لیورپول کی نیک نیتی اور آخرت طلبی پر داخلی اور خارجی دلائل
ذیل میں ایسی شہادت پائی جاتی ہے۔ کہ انکی نیت میں دنیا طلبی کے ظن کو
قائم نہیں رہنے دیتی۔

اوّل انکی تقریر و تحریر (جسکا شمہ ہمارے اس مضمون منقول ہوا) میں اسقدر حقانیت
اور صداقت کا جوش ہے کہ وہ بدنیتی اور دنیا طلبی کا اثر ہرگز نہیں ہوسکتا
ایسا ہی انکا عمل و تحمل تکالیف ایثار وقت اس امر کا مثبت ہے۔

دوم انکی تقریر و تحریر و عمل و استقامت کو انگریزی اخباروں کا
(جو انکے فوائد دنیاوی میں (اگر انکو حاصل ہوں) ہرگز شریک اور ان کے
حصہ دار نہیں ہوسکتے) تصدیق کرنا صاف بتاتا ہے کہ انکا حال و قال یکساں ہے
انکی قال کا حال پر اثر نہوتا تو آزاد اور بے باک اعیان ملک (اخبار نویسوں کا
اسپر سکوت نہ پایا جاتا۔

سوم وہ فریب سے دنیا کمانے والے ہوتے اور اخبار نویس بھی انکے حصہ دار
ہوجاتے تو اس فریب پر (جسکا پولیٹیکل انقلاب پر بھی اثر پڑنے والا ہے۔)
سلطنت کا (جو پولیٹیکل معاملات میں بال کی کھال نکالنے والی ہے۔) سکوت ہرگز
نہوتا۔ اور اسکے برعکس یہ امر وقوع میں نہ آتا۔ جو اخباروں میں دیکھا جاتا ہے کہ
انگلستان کے لوگ بڑی دلچسپی سے مسٹر کوئلیم کی کارروائیوں اور انکے رسائل مشتہرہ
کو دیکھ رہے ہیں۔ اور وزرائے انگلستان اس امر کو ہندوستان میں سلطنت
انگریزی کے دائمی استحکام کا موجب سمجھتے ہیں۔ کیونکہ یہ کہنا ممکن ہوگا کہ انگریز بھی
مسلمان ہیں و بنا علیہ ہندوستان میں مسلمانوں کی سلطنت ہے۔ اور خود

حضور ملکہ معظمہ قیصر ہند اسپر خوش ہوتی ہیں۔ اور لورپول میں جو کتاب یا رسالہ چھپتا ہے۔ وہ حضور کی میز پر رکھے جاتے ہیں۔ اور خاص کر فیتھ آوف اسلام کی پانچ کاپیاں حضور نے خرید کی ہیں۔

چہارم (جو بڑی قوی اور روشن دلیل ہے) وہ لوگ دنیا طلب ہوتے تو پادری صاحبان (جو اسلام کے جانی دشمن ہیں) انکی طرف سے مطمئن رہتے۔ اور انکی مخالفت کیطرف متوجہ نہ ہو جاتے۔ اور انپر وقتاً فوقتاً یہ اعتراضات نکرتے۔

(۱) مسٹر کوئیلیم نے جستجو حق میں غیر مذہب کیطرف ناحق توجہ کی۔ اگر حق کی تلاش تھی۔ تو بعض عیسائی فرقوں میں اس حق کے ملنے کی امید ہو سکتی تھی

(۲) وہ دنیا طلب ہیں۔ روپیہ کھینچنا چاہتے ہیں۔

(۳) لیورپول میں کوئی انگریز مسلمان نہیں ہوا۔ وغیرہ وغیرہ اور وہ یہ خیال کرتے کہ ان لوگوں کے اس فریب اور دنیا طلبی سے عیسائی مذہب کا کوئی نقصان نہیں ہے۔ نقصان صرف مسلمانوں کا ہے۔ جو انکے فریب میں آکر ہزارہا روپیہ برباد کرینگے۔ اور آخر جب انکا حال فریب کھلجائیگا مسلمان اسپر نادم و پشیمان ہونگے مگر چونکہ پادریوں نے ایسا خیال نہیں کیا اور برخلاف اسکے ان نومسلموں کی مذمت منقصت کا اہتمام لیا ہے۔ تو اس سے صاف نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ واقعی اور کامل مسلمان ہیں۔ انکے مسلمان ہو جانے سے عیسائی مذہب کی قلعی کھلنے کا اندیشہ ہوا۔ تو اسی وجہ سے پادریوں نے انکو برا کہنا شروع کیا ہے۔ اسی وجہ سے یہ دلیل ان لوگوں کے کمال اسلام پر قوی شہادت ہے۔ چنانچہ ایک عربی شاعر نے کہا ہے ؎ واذا اتتک مذمتی من ناقص * فھی الشہادۃ لی بانی کامل

یعنے جب کسی ناقص (مخالف حق) سے تجھے میری مذمت پہنچے تو یقیناً جان لے کہ میں کامل (اور حق پر) ہوں

اب ہم اس مضمون کو ختم کرتے ہیں اور خدا تعالے سے امید رکھتے ہیں کہ یہ مضمون مسلمانوں کے دلوں میں اسلامی جوش پیدا کریگا۔ اور انکو ان نومسلموں و اسلام کی ہمدردی کیطرف پوری گرمجوشی توجہ دلائیگا۔